

کتاب العقائد

حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب اسلامی عقائد اور حدیثِ پاک کے مطابق قیامت سے پہلے پیدا ہونے والے تیس جھوٹے مدعیانِ نبوت (کذابوں) میں سے چند کی تفصیل پر مبنی ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

دُنیا کا مالک

دُنیا کی ہر چیز ادلتی بدلتی رہتی ہے[1] اور کبھی نہ کبھی فنا ہو جائے گی[2] کسی نہ کسی وقت وہ پیدا ہوئی ہے تو ضرور ان سب چیزوں کا کوئی پیدا اور ناپید[3] کرنے والا ہے۔ اس کا نام پاک 'اللہ' ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا وہی تمام جہان کا بنانے والا ہے۔ آسمان، زمین، چاند، تارے، آدمی، جانور اور جتنی چیزیں ہیں سب کو اُس نے پیدا کیا۔ وہی پالتا ہے سب اُس کے محتاج ہیں۔ روزی دینا، جلانا[4]، مارنا اس کے اختیار میں ہے۔ وہ سب کا مالک ہے جو چاہے وہ کرے اس کے حکم میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔[5] وہ ہر کمال وخوبی جامع اور ہر عیب ونقصان اور برائی سے پاک ہے وہ ظاہر اور چھپی چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ جیسے اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اس کی تمام صفات (خوبیاں) بھی ہمیشہ سے ہیں۔ جہاں کی ہر چیز اس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ہم سب اس کے بندے ہیں وہ ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان، رحم فرمانے والا، گناہ بخشنے والا، توبہ فرمانے والا ہے۔ اس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے بے[6] اُس کے چھوڑے چھوٹ نہیں سکتا۔ عزت، ذلت اس کے اختیار میں ہے، جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلیل کرے، جسے چاہے امیر کرے جسے چاہے فقیر کرے۔ جو کچھ کرتا ہے حکمت ہے انصاف ہے۔ مسلمانوں کو جنت عطا فرمائے گا کافروں کو دوزخ میں عذاب کرے گا۔ اس کا ہر کام حکمت ہے۔ بندوں کو سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کی نعمتیں، اس کے احسان بے انتہا ہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ تعالیٰ حی، قدیر، سمیع، بصیر، متکلم، علیم، مُرید[7] ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ، نہ بیٹا، نہ اس کی کوئی بی بی، نہ رشتہ دار۔ سب سے بے نیاز۔

---

[1] تبدیلی ہوتی رہتی ہے ...... [2] ختم ہو جائے گی ...... [3] ختم کرنے والا، مٹانے والا ...... [4] زندہ کرتا ...... [5] کوئی دخل نہیں دے سکتا

[6] بغیر اس کے چھوڑے ...... [7] ہمیشہ سے زندہ، قدرت والا یعنی جو چاہے کرے، سننے والا، دیکھنے والا، کلام کرنے والا، جاننے والا، ارادہ فرمانے والا

نظم

سب کا پیدا کرنے والا — میرا مولا۱ میرا مولا
سب سے افضل سب سے اعلیٰ — میرا مولا میرا مولا
جگ کا خالق سب کا مالک — وہ ہی باقی ، سب ہیں ہالک۲
سچا مالک سچا آقا — میرا مولا میرا مولا
سب کو وہ ہی دے ہے روزی — نعمت اس کی دولت اس کی
رازق۳ داتا۴ پالن ہارا۵ — میرا مولا میرا مولا
ہم سب اس کے عاجز بندے — وہ پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے نیارا — میرا مولا میرا مولا
اول آخر غائب حاضر — اس کو روشن اس پر ظاہر
عالم۶ دانا۷ واقف۸ کل کا — میرا مولا میرا مولا
عزت والا حکمت والا — نعمت والا رحمت والا
میرا پیرا میرا آقا — میر مولا میرا مولا
طاعت سجدہ۹ اُس کا حق ہے — اُس کو پوجو وہ ہی رب ہے
اللہ اللہ اللہ — میرا مولا میرا مولا

---

۱ مالک، آقا ...... ۲ ہلاک ہونے والے ...... ۳ رزق دینے والا ...... ۴ سخی ...... ۵ پرورش کرنے والا ...... ۶ علم والا

۷ جاننے والا ...... ۸ آگاہ ...... ۹ سجدہ دو قسم ہے ایک سجدہ تعظیمی اور دوسرا سجدہ بندگی ، سجدہ بندگی صرف اللہ عزوجل کے لیے جائز ہے اللہ کے سوا کسی اور سجدہ بندگی کرنا شرک ہے اور سجدہ تعظیمی پچھلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا لیکن ہماری شریعت میں حرام ہے۔

سوالات

سوال کیا دُنیا ہمیشہ سے ہے؟

جواب جی نہیں۔

سوال کیا دُنیا ہمیشہ رہے گی؟

جواب نہیں کیونکہ یہاں کی ہر چیز کے لیے ایک عمر ہے۔ پہلے وہ پیدا ہوتی ہے اور جب تک اس کی عمر ہے باقی رہتی ہے۔پھر فنا ہو جاتی ہے۔

سوال دُنیا کی چیزوں کا پیدا اور فنا کرنے والا کون ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ (عزوجل)۔

سوال وہ کب پیدا ہوا اور کب تک رہے گا؟

جواب وہ پیدا نہیں ہوا نہ فنا ہوگا۔ پیدا وہ چیز ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا سب کو وہ ہی پیدا کرتا ہے اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔وہی سب کو فنا کرتا ہے اس کو کوئی فنا نہیں کرسکتا۔

سوال کیا اکیلے اُسی نے ساری دنیا بنا ڈالی یا اور کوئی بھی اس کے ساتھ شریک ہے؟

جواب کوئی اُس کا شریک نہیں سب اس کے بندے اور اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے اس کی بڑی قدرت ہے۔کوئی ذرّہ بغیر اس کے حکم کے ہل نہیں سکتا۔

نبوّت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے خلق[1] کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا ان کو "نبی" کہتے ہیں، انبیاء علیہم السلام وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی[2] آتی ہے۔ یہ وحی کبھی فرشتہ کی معرفت آتی ہے کبھی بے واسطہ۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک ہیں ان کی عادتیں، خصلتیں[3] نہایت پاکیزہ ہوتی ہیں۔ ان کا نام، نسبت، جسم، قول، حرکات، سکنات سب سے اعلیٰ درجہ کے اور نفرت انگیز[4] باتوں سے پاک ہوتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ عقلِ کامل عطا فرماتا ہے۔ دنیا کا بڑے سے بڑا عقلمند ان کے عقل کے کروڑویں درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ انہیں اللہ تعالیٰ غیب[5] پر مطلع فرماتا ہے وہ رات دِن اللہ تعالیٰ کی اطاعت[6] وعبادت میں مشغول رہتے ہیں اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم پہنچاتے ہیں اور اس کا رستہ دکھاتے ہیں۔

---

[1] مخلوق

[2] وحی کا لغوی معنی پیغام بھیجنا، دل میں بات ڈالنا، خفیہ بات کرنا۔ اصطلاح شریعت میں وحی اس کلام کو کہتے ہیں جو کسی نبی پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں وحی کی دو قسمیں ہیں ﴿۱﴾ بالواسطہ اور ﴿۲﴾ بلا واسطہ۔ بالواسطہ یعنی کلام ربانی عزوجل فرشتہ کی وساطت سے نبی کے پاس آئے جیسے جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا اور بلا واسطہ یعنی فرشتے کی وساطت کے بغیر بنفسِ نفیس کلام ربانی عزوجل کو سننا جیسے معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا۔ اسی طرح نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہوا۔ (ملخص از نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳۳ مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔ بہارِ شریعت حصہ اول ص ۱۰ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

[3] سیرت، مزاج [4] نفرت دلانے والی [5] غیب کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ اور علم غیب سے مراد چھپی ہوئی باتیں ہیں جو حواسِ خمسہ اور اندازے سے معلوم نہ ہو سکیں اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو خبر دی ہے۔ [6] بندگی، حکم ماننا

نبوت بہت بلند اور بڑا مرتبہ ہے۔کوئی شخص عبادت وغیرہ سے حاصل نہیں کر سکتا چاہے عمر بھر تو روزہ دار رہے، رات بھر سجدوں میں رویا کرے، تمام مال و دولت خدا کی راہ میں صدقہ کر دے، اپنے آپ بھی اس کے دین پر فدا[1] ہو جائے مگر اس سے نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ نبی کی فرمانبرداری فرض ہے۔ انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے افضل ہیں ان کی تعظیم و توقیر فرض اور اِن کی ادنیٰ توہین یا تکذیب[2] کفر ہے۔ آدمی جب تک ان سب کو نہ مانے مومن نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں انبیاء علیہم السلام کی بہت عزت اور مرتبت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔

ان انبیاء علیہم السلام میں جو نئی شریعت[3] لائے ان کو رسول کہتے ہیں تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے ایک آن کیلئے ان پر موت آئی پھر زندہ ہو گئے۔ دنیا میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی قدرت کاملہ سے بے ماں باپ پیدا کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور علم اسماء[4] عنایت کیا۔ ملائکہ[5] کو ان کے سجدے کا حکم کیا۔ انہیں سے انسانی نسل چلی۔ تمام آدمی انہیں کی اولاد ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے پیارے آقا حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت نبی بھیجے قرآن پاک میں جن کا ذکر ہے ان کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضور سیّد المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم۔

انبیاء علیہم السلام کے رُتبے

انبیاء علیہم السلام کے مراتب[6] میں فرق ہے بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں سب سے بڑا رُتبہ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ سید الانبیاء[7] محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم فرما دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے، تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات عالی میں جمع فرما دیئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص کمالات بہت زائد ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، خدا کی راہ انبیاء علیہم السلام ہی کے ذریعے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دارومدار انہیں کی فرمانبرداری پر ہے۔

---

1 نثار۔قربان 2 جھٹلانا 3 اسلامی قانون، خدائی احکام 4 تمام چیزوں اور ان کے ناموں کا علم 5 فرشتے (مَلَک کی جمع) 6 مرتبے، درجے 7 نبیوں کے سردار

سوالات

سوال کیا جن اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب نہیں، نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی فقط مرد۔ کوئی عورت نبی نہیں ہوتی۔

سوال کیا غیرِ نبی کے پاس بھی وحی آتی ہے

جواب وحی نبوت غیرِ نبی کے پاس نہیں آتی، جو اس کا قائل ہو وہ کافر ہے۔

سوال کیا انبیاء کے سوا اور کوئی بھی معصوم ہوتا ہے؟

جواب ہاں فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں اور کوئی نہیں۔

سوال معصوم کس کو کہتے ہیں؟

جواب جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو اور وجہ سے اس کا گناہ کرنا ناممکن ہو۔

سوال کیا امام اور ولی بھی معصوم ہوتے ہیں۔

جواب انبیاء اور فرشتے علیہم السلام کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں ہوتا۔ اولیاء کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے، مگر معصوم صرف انبیا اور فرشتے ہوتے ہیں۔

سوال علمِ اسماء کس کو کہتے ہیں؟

جواب اللہ تعالیٰ نے جو حضرت آدم علیہ السلام کو ہر چیز اور اس کے ناموں کا علم عطا فرمایا تھا اس کو علمِ اسماء کہتے ہیں۔

سوال فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیسا سجدہ کیا تھا؟

جواب یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ جو خدا کے حکم سے ملائکہ نے کیا اور سجدہ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ اور سجدہ عبادت پہلی شریعتوں میں خدا کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ہوا۔

مُعجزات

وہ عجیب وغریب کام جو عام عادتاً ناممکن ہوں جیسے مردوں کو زندہ کرنا، اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، انگلیوں سے چشمے جاری کرنا، ایسی باتیں اگر نبوت کا دعوٰی کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں، ان کو "معجزہ" کہتے ہیں۔ معجزات انبیاء علیہم السلام سے بہت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور یہ ان کی نبوت کی دلیل ہیں۔ معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے جس کے ہاتھ میں قدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کے مقابل سب لوگ عاجز وحیران ہیں ضرور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے چاہے ضدی دشمن نہ مانے مگر دل یقین کر ہی لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔

کوئی جھوٹا نبوت کا دعوٰی کے معجزہ ہرگز نہیں دکھا سکتا قدرت اس کی تائید نہیں فرماتی۔ ہمارے حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے معجزات بہت زیادہ ہیں ان میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رات کے تھوڑے سے حصّہ میں مکّہ معظّمہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالی کے قرب کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے، نبی یا رسول نے نہ پایا تھا، خداوندِ عالم کا جمالِ پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا، کلام الٰہی سنا، آسمان وزمین کے تمام ملک ملاحظہ فرمائے، جنتوں کی سیر کی، دوزخ کا معائنہ (اپنی آنکھوں سے دیکھنا) فرمایا مکّہ معظّمہ سے بیت المقدس تک راہ میں جو قافلے ملے تھے صبح کو ان کے حالات بیان فرمائے۔

قرآن شریف کا بیان

قرآن پاک اللہ تعالی کا کلام ہے اس نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے اُتارا۔ اس میں سارے علم ہیں اور وہ بے مثل کتاب ہے ویسی کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا ہے چاہے تمام دنیا کے لوگ مل جائیں مگر ایسی کتاب نہیں بنا سکتے۔

اللہ تعالی نے یہ کتاب اپنے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اتاری جیسے اس سے پہلے توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داوٗد علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور اور دوسری کتابیں اور نبیوں پر اتاری تھیں وہ سب کتابیں برحق ہیں، ہمارا ان سب پر ایمان ہے مگر پہلے زمانے کے شریر لوگوں نے اگلی کتابوں کو بدل ڈالا وہ اصلی نہیں ملتیں۔ قرآن شریف کا اللہ تعالی خود نگہبان ہے اس لئے وہ جیسا اُترا ویسا ہی ہے اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا سارا زمانہ چاہے تو بھی اس میں ایک حرف کا فرق نہیں آسکتا۔

سوالات

سوال دُنیا میں کوئی آسمانی کتاب بھی ہے؟

جواب جی ہاں۔

سوال آسمانی کتاب سے کیا مطلب؟

جواب خدا کی کتاب۔

سوال کون سی؟

جواب قرآن مجید۔

سوال اس میں کیا بیان ہے؟

جواب اس میں سارے علم ہیں۔

سوال وہ کتاب کس لئے آئی؟

جواب بندوں کی رہنمائی کے لئے تا کہ بندے اللہ اور اس کے رسول کو جانیں اور ان کی مرضی کے کام کریں۔

سوال قرآن شریف کس پر اُترا؟

جواب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

سوال کب اُترا؟

جواب اب سے تیرہ ۱۳ سو برس پہلے (یہ اُس وقت ہے جب کتاب لکھی گئی تھی اب (۱۴۲۵ ہجری) تقریباً چودہ سو برس گزر گئے)

سوال کیا قرآن شریف کے سوا اللہ تعالیٰ نے کوئی اور کتاب بھی اُتاری تھی؟

جواب جی ہاں۔

سوال کون کون سی؟

جواب سب کتابوں کے نام تو معلوم نہیں۔ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ توریت شریف، انجیل، شریف زبور شریف۔

سوال کیا صحیح توریت صحیح انجیل اور صحیح زبور آج کل کہیں ملتی ہیں؟

جواب: جی نہیں۔

سوال کیوں؟

جواب عیسائیوں اور یہودیوں نے ان کتابوں میں اپنی مرضی سے گھٹا بڑھا کر کچھ کا کچھ کر دیا۔

سوال کیا صحیح قرآن شریف ملتا ہے؟

جواب جی ہاں قرآن شریف ہر جگہ صحیح ملتا ہے۔

سوال کیا وہ نہیں بدلا؟

جواب: وہ نہیں بدل سکتا، اس میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہو سکتا۔

سوال کیوں؟

جواب: اس لئے اس کا نگہبان اللہ تعالیٰ ہے۔

سوال قرآن شریف کہا ملتا ہے؟

جواب ہر شہر اور ہر گاؤں میں ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کے بچے بچے کو یاد ہے۔

سوال تم نے کیسے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے؟

جواب: جیسے خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح کوئی چیز کسی سے نہیں بن سکتی ایسے ہی قرآن شریف کی طرح کوئی کتاب نہیں بن سکی اس سے ہم نے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے آدمی کی ہوتی تو کوئی اور بھی ویسی ہی بنا سکتا۔

سوال کیا ہندوؤں کے پاس خدا کی کوئی کتاب ہے؟

جواب نہیں۔

سوال وید کیا ہے؟

جواب پرانے زمانے کے شاعروں کی نظمیں۔

ملائکہ کا بیان

فرِشتے اللہ تعالی کے ایماندار، مکرّم (عزّت والے) بندے ہیں جو اس کی نافرمانی کبھی نہیں کرتے ہیں۔ ہر قسم کے گناہ سے معصوم ان کے جسم نورانی ہیں، اور وہ نہ کچھ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، ہر وقت اللہ تعالی کی عبادت میں ہیں۔

اللہ تعالی نے انہیں یہ قدرت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کریں۔ وہ جداگانہ کاموں پر مقرر ہیں، بعضے جنت میں پر بعضے آدمیوں کے عمل لکھنے پر، بعضے روزی پہنچانے پر، بعضے پانی برسانے پر، بعضے ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر، بعضے آدمیوں کی حفاظت پر، بعضے روح قبض کرنے پر، بعضے قبر میں سوال کرنے پر، بعضے عذاب پر، بعضے رسول علیہ السلام کے دربار میں مسلمانوں کے درود و سلام پہنچانے پر، بعضے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لانے پر۔

ملائکہ کو اللہ تعالی نے بڑی قوت عطا فرمائی ہے وہ ایسے کام کر سکتے ہیں جسے لاکھوں آدمی مل بھی نہیں کر سکتے۔ ان میں چار فرشتے بہت عظمت رکھتے ہیں۔ حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام۔

سوالات

سوال کیا فرشتے دیکھنے میں آتے ہیں؟

جواب ہمیں تو نظر نہیں آتے ہیں مگر جنہیں اللہ تعالی چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام انہیں ملاحظہ فرماتے ہیں، ان سے کلام ہوتا ہے، قبروں میں مُردے بھی فرشتوں کو دیکھتے ہیں اور بھی جسے اللہ تعالی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

سوال ہر آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ عمر بھر اس کے عمل لکھا کرتا ہے یا کئی؟

جواب نیکی اور بدی کے لکھنے والے علیحدہ علیحدہ ہیں اور رات کے علیحدہ اور دن کے علیحدہ ہیں۔

سوال کُل کتنے فرشتے ہیں؟

جواب بہت ہیں ہمیں ان کی تعداد معلوم نہیں۔

تقدیر

دُنیا میں جو کچھ ہوتا ہے بندے جو کچھ کرتے ہیں نیکی ، بدی وہ سب اللہ تعالی کے علم ازلی (خدا کا قدیم علم جو ہمیشہ سے ہے) کے مطابق ہوتا ہے جو کچھ ہونے والا وہ سب اللہ تعالی کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے۔

سوالات

سوال کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہے؟

جواب نہیں ۔ بندہ یہ کو اللہ تعالی نے نیکی ، بدی کے کرنے پر اختیار دیا ہے ، وہ اپنے اختیار سے جو کچھ کرتا ہے وہ سب اللہ تعالی یہاں لکھا ہوا ہے۔

موت اور قبر کا بیان

ہر شخص کی عمر مقرر ہے نہ اس سے گھٹے نہ بڑھے۔ جب وہ عمر پوری ہو جاتی ہے تو ملک الموت علیہ السلام اس کی جان نکال لیتے ہیں موت کے وقت مرنے والے کے داہنے ، بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں ۔ مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے ، کافر کے پاس عذاب کے ، مسلمانوں کی روح کو فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافروں کی روح کو فرشتے حقارت کے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ روحوں کے رہنے کے لیے مقامات مقرر ہیں نیکوں کیلئے علیحدہ اور بدوں کیلئے علیحدہ۔ مگر وہ کہیں ہو، جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے۔ اس کی ایذا سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، قبر پر آنے والے کو دیکھتے ہیں، اس کی آواز سنتے ہیں، مرنے کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں جا کر پھر نہیں پیدا ہوتی، یہ حال جاہلانہ خیال ہے، اسی کو آواگون ہی کہتے ہیں۔

موت یہی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جائے لیکن جدا ہو کر وہ فنا نہیں ہو جاتی۔ دفن کے بعد قبر مُردے کو دباتی ہے جب دفن کرنے والے دفن کر کے واپس ہو جاتے ہیں تو مُردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے ۔ اس کے بعد دو فرشتے زمین چیرتے ہیں ان کی صورتیں ڈراؤنی ، آنکھیں نیلی کالی۔ ایک کا نام مُنکِر ، دوسرے کا نام نَکِیر ہے ۔ وہ مُردے کو اُٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سُوال کرتے ہیں۔ (۱) تیرا ربّ کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف اِشارہ کر کے پوچھتے ہیں تو ان کے حق میں کیا کہتا تھا؟

مسلمان جواب دیتا ہے۔ میرا ربّ اللہ تعالی ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ یہ اللہ کے رسول ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا پھر اس کی قبر فراخ ہے اور روشن کر دی جاتی ہے۔ آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ، اس کیلئے جنتی فرش بچھاؤ ، جنتی لباس پہناؤ ، جنت میں کی طرف دروازے کھولو۔

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اب تو آرام کر۔ کافران سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف کا دروازہ کھول دو اس سے دوزخ کی گرمی اور لپٹ آتی ہے پھر اس پر فرشتے مقرر کردیئے جاتے ہیں جو لوہے کے بڑے بڑے گرزوں ۵ سے مارتے ہیں اور عذاب کرتے ہیں۔

سوالات

سوال آواگون کو کون لوگ مانتے ہیں؟

جواب ہندو۔

سوال کیا قبر ہر مُردے کو دباتی ہے؟

جواب انبیاء کرام علیہم السلام مستثنیٰ ہیں ۶ اس کے علاوہ سب مسلمانوں کو بھی قبر دباتی ہے اور کافروں کو بھی، لیکن مسلمانوں کو دبانا شفقت کے ساتھ ہوتا ہے جیسے ماں بچے کو سینے سے لگا کر چپٹائے اور کافر کو سختی سے یہاں تک کہ پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں ۷۔

سوال کیا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن سے قبر میں سُوال نہیں ہوتا؟

جواب ہاں۔ جن کو حدیث شریف میں مستثنیٰ کیا گیا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام اور جمعۃ المبارک اور رمضان المبارک میں مرنے والے مسلمان۔

سوال قبر میں عذاب فقط کافر پر ہوتا ہے یا مسلمان پر بھی؟

جواب کافر تو عذاب ہی میں رہیں گے اور بعضے مسلمان گنہگار پر بھی عذاب ہوتا ہے مسلمانوں کو صدقات، دعاء، تلاوتِ قرآن اور دوسرے ثواب پہنچانے کے طریقوں سے اس میں تخفیف ۸ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس عذاب کو اُٹھا دیتا ہے بعض کے نزدیک مسلمان پر سے قبر کا عذاب جمعہ کی رات آتے ہی اُٹھا دیا جاتا ہے۔

سوال جو مُردے دفن نہیں کیے جاتے اُن سے بھی سُوال ہوتا ہے؟

جواب ہاں وہ خواہ دفن کیا جائے، یا نہ کیا جائے، یا اسے کوئی جانور کھا جائے، ہر حال میں اس سے سُوال ہوتا ہے اور اگر قابل عذاب ہے عذاب بھی۔

---

۱ روح قبض کرنے والا ۲ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو لوگ دُنیا سے اچھے عمل کر کے نہیں جاتے ہیں تو ان کی روح مرنے کے بعد اس کے عمل کے مناسب دوسرے

کے بدن میں آجاتی ہے اس کو تناسخ یعنی آواگون کہتے ہیں یہ باطل عقیدہ ہے [3] کشادہ، کھلی [4] اعلان کرنے والا اعلان [5] وزنی ہتھوڑے سے [6] شامل نہیں ہے یعنی ایک دوسرے میں پیوست ہوجاتی ہیں [8] کمی

حشر کا بیان

جیسے ہر چیز کی ایک عمر مقرر ہے اس کے پورے ہونے کے بعد وہ چیز فنا ہوجاتی ہے۔ ایسے ہی دنیا کی بھی ایک عمر اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے۔ اس کے پورا ہونے کے بعد دنیا فنا ہوجائے گی۔ زمین و آسمان، آدمی، جانور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ اس کو "قیامت" کہتے ہیں جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدت، موت کے سکرات[1]، نزع[2] کی حالتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے ہی قیامت سے پہلے علامات ہیں۔

قیامت کی نشانیاں

قیامت کے آنے سے پہلے دنیا سے علم اُٹھ جائے گا۔ عالم باقی نہ رہیں گے۔ جہالت پھیل جائے گی۔ بدکاری اور بے حیائی زیادہ ہوگی۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے گی، بڑے دجال[3] کے سوا تیس دجال اور ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا باوجودیکہ حضور پُرنور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی۔ ان میں سے بعضے دجال تو گزر چکے جیسے مسیلمہ کذّاب، اسود عنسی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی[4] بعضے اور باقی ہیں وہ بھی ضرور ہوں گے۔ مال کی کثرت ہوگی عرب میں کھیتی، باغ، نہریں ہوجائیں گی۔ دین پر قائم رہنا مشکل ہوگا۔ وقت بہت جلد گزرے گا۔ زکوۃ دینا لوگوں کو دشوار ہوگا۔ علم کو لوگ دنیا کے لیے پڑھیں گے۔ مرد عورتوں کی اطاعت کریں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی زیادہ ہوگی۔ شراب نوشی عام ہوجائے گی۔ نااہل سردار بنائے جائیں گے، نہر فرات سے سونے کا خزانہ کھلے گا۔ زمین اپنے دفینے اُگل دے گی۔ امانت، غنیمت سمجھی جائے گی، مسجدوں میں شور مچیں گے۔ فاسق، سرداری کریں گے فتنہ انگیزوں کی عزت کی جائے گی۔ گانے باجے کی کثرت ہوگی۔ پہلے بزرگوں پر لوگ لعن طعن[5] کریں گے۔ کوڑے کی نوک اور جوتے کے تسمے باتیں کریں گے۔ دجّال اور دَابّۃ الارض اور یاجوج ماجوج[6] نکلیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول[7] فرمائیں گے آفتاب[8] مغرب سے طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

---

[1] جان کنی کی تکلیف [2] دم ٹوٹنا [3] دجال کا لغوی معنی جھوٹا، سچائی کو چھپانے والا۔ روایت کے مطابق ایک جھوٹا شخص جو اخیر زمانہ میں پیدا ہوگا مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے قتل کریں گے [4] ان سب کے بارے میں تفصیل اسی کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں [5] بُرا بھلا [6] تفصیل اس باب کے آخر میں سوالات میں دیکھیے [7] اُترنا یعنی آسمان سے اُتریں گے [8] سورج

سوالات

سوال دجّال کس کو کہتے ہیں، اس کے نکلنے کا حال بیان فرمائیے؟

جواب دجّال مسیح کذاب[1] کا نام ہے۔ اس کی ایک آنکھ ہوگی وہ کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر (ک، ا، ف، ر) لکھا ہوگا۔ ہر مسلمان اس کو پڑھے گا، کافر کو نظر نہ آئے گا، وہ چالیس دن میں تمام زمین میں پھرے گا، مگر مکہ شریف اور مدینہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ان چالیس دِن میں پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا ایک مہینہ کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن معمول کے دنوں کے برابر ہوں گے، دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا، اور اسکے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی، جس کا نام وہ جنت و دوزخ رکھے گا، جو اس پر ایمان لائے گا اس کو وہ اپنی جنت میں ڈالے گا، جو حقیقت میں آگ ہوگی اور جو اس کا انکار کرے گا اس کو اپنی جہنم میں داخل کرے گا جو واقع میں آسائش کی جگہ ہوگی[2]۔ بہت سے عجائب[3] دکھائے گا۔ زمین سے سبزہ اُگائے گا۔ آسمان سے مینہ[4] برسائے گا۔ مُردے زندہ کرے گا۔ ایک مومن صالح[5] اس طرف متوجہ ہوں گے اور ان سے دجال کے سپاہی کہیں گے کیا ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتے؟ وہ کہیں گے۔ میرے رب کے دلائل چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر وہ ان کو پکڑ کر دجال کے پاس لے جائیں گے۔ یہ دجال کو دیکھ کر فرمائیں گے اے لوگو یہ وہی دجال ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے۔ دجال کے حکم سے ان کو زدوکوب[6] کیا جائے گا۔ پھر دجال کہے گا کیا تم میرے اُوپر ایمان نہیں لاتے؟ وہ فرمائیں گے تو مسیح کذاب ہے، دجال کے حکم سے ان کا جسم مبارک سر سے پاؤں تک چیر کے دو حصے کر دیا جائے گا اور ان دونوں حصوں کے درمیان دجال چلے گا۔ پھر کہے گا اُٹھ! تو وہ تندرست ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ تب دجال ان سے کہے گا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ فرمائیں گے میری بصیرت[7] اور زِیادہ ہوگئی۔ اے لوگو! یہ دجال اب میرے بعد کسی کے ساتھ پھر ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر دجّال انہیں پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا اور اس پر قادر نہ ہو سکے گا، پھر ان کے دست و پا[8] سے پکڑ کر اپنی جہنم میں ڈالے گا لوگ گمان کریں گے ان کو آگ میں ڈالا۔ مگر درحقیقت وہ آسائش کی جگہ ہوں گے۔

---

[1] مسیح بمعنی اسم مفعول ہے یعنی ممسوح العین، ایک آنکھ کا کانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مسیح کہتے ہیں وہاں مسیح بمعنی اسم فاعل ہے یعنی برکت کے لیے چھونے والے، مُردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کرنے والے (یہاں معنی ہوگا شعبدے دکھانے والا بڑا جھوٹا) [2] اصل میں راحت و آرام کی جگہ ہوگی [3] عجیب کی جمع، حیرت انگیز چیزیں [4] بارش [5] نیک [6] مار پیٹ [7] بینائی، عقلمندی [8] ہاتھ اور پاؤں

سوال دابۃ الارض کیا چیز ہے؟

جواب دابۃ الارض ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کوہِ صفا سے ظاہر ہو کر تمام شہروں میں نہایت جلد پھرے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا ہر شخص پر ایک نشانی لگائے گا ایمانداروں کی پیشانی پر عصائے[1] موسیٰ علیہ السلام سے ایک نورانی[2] خط کھینچے گا، کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری[3] سے کالی مُہر کرے گا۔

سوال یاجوج ماجوج کون ہیں؟

جواب یہ یافث[4] بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے فسادی[5] گروہ ہیں۔ ان کی تعداد بہت کم ہے وہ زمین میں فساد کرتے ہیں ایام ربیع[6] میں نکلتے تھے سبزہ ذرا نہ چھوڑتے تھے، آدمیوں کو کھا لیتے تھے جنگل کے درندوں، وحشی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں کو کھا جاتے تھے، حضرت سکندر ذوالقرنین نے آہنی دیوار[7] کھینچ کر ان کی آمد بند کردی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد جب آپ دجال کو قتل کر کے بحکم الٰہی عزوجل مسلمانوں کو کوہِ طور لے جائیں گے اس وقت وہ دیوار توڑ کر نکلیں گے اور زمین میں فساد اُٹھائیں گے۔ قتل و غارت[8] کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک کرے گا۔

---

[1] لاٹھی [2] نور والا [3] انگوٹھی [4] یہ نوح علیہ السلام کے بیٹے ہیں یہ مومن تھے ترکی لوگ ان کی نسل سے ہیں (روح المعانی سورہ ہود)

[5] فساد پھیلانے والا، جھگڑالو [6] فصل پکنے کا زمانہ [7] لوہے کی دیوار [8] جان سے مارنا اور لوٹ لینا

سوال حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ حال بیان فرمائیے۔

جواب حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **خلیفۃ اللہ** ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل[1] میں سے حسنی سید ہونگے جب دُنیا میں کفر پھیل جائے گا اور اسلام حرمین شریفین[2] کی طرف سمٹ جائے گا، اولیاء[3] و ابدال[4] وہاں ہجرت[5] کر جائیں گے ماہِ رمضان میں ابدال کعبہ شریف کے طواف میں مشغول ہوں گے وہاں اولیاء حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچان کر ان سے بیعت کی درخواست کریں گے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار فرمائیں گے، غیب سے ندا[6] آئے گی:

هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِى فَا سْمَعُوْا لَهٗ وَ اَطِيْعُوْهُ

'اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کا حکم سنو اور اطاعت[7] کرو'

لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہونگے وہاں سے مسلمانوں کو ساتھ لے کر شام تشریف لے جائیں گے۔ آپ کا زمانہ بڑی خیر و برکت کا ہوگا، زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔

سوال حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا مختصر حال بیان کیجئے۔

جواب جب دجال کا فتنہ انتہا کو پہنچ چکے گا اور وہ ملعون[8] تمام دُنیا میں پھر کر ملک شام میں جائے گا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر شریعتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاکم اور امام[9] عادل[10] اور مجدّدِ[11] ملت ہو کر نزول فرمائیں گے آپ علیہ السلام کی نظر جہاں تک جائے گی وہاں تک خوشبو پہنچے گی اور آپ علیہ السلام کی خوشبو سے دجال پگھلنے لگے گا اور بھاگے گا۔ آپ علیہ السلام دجال کو بیت المقدس کے قریب مقامِ لُد میں قتل کریں گے، ان کا زمانہ بڑی خیر و برکت کا ہوگا۔ مال کی کثرت ہوگی زمین اپنے خزانے نکال کر باہر کرے گی۔ لوگوں کو مال سے رغبت نہ رہے گی۔ یہودیت نصرانیت اور تمام باطل دینوں کو آپ علیہ السلام مٹا ڈالیں گے۔ آپ علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک دین ہوگا، اسلام۔ تمام کافر ایمان لے آئیں گے ساری دینا اہلِ سنت ہوگی۔ امن امان کا یہ عالم ہوگا کہ شیر بکری ایک ساتھ چریں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ لوگوں کو مال سے رغبت نہ رہے گی۔ یہودیت نصرانیت اور تمام باطل دینوں کو آپ علیہ السلام مٹا ڈالیں گے۔

---

[1] اولاد [2] مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ [3] ولی کی جمع [4] اولیاءِ کرام، اہلِ تصوف کے نزدیک اولیا کا وہ گروہ جس کے سپرد دنیا کا انتظام ہے [5] وطن کو ہمیشہ کیلئے چھوڑنا [6] آواز [7] فرمانبرداری [8] جس پر لعنت کی گئی ہو [9] پیشوا [10] عدل و انصاف کرنے والا [11] پرانے کو نیا کرنے والا، وہ کامل بزرگ جو ہر صدی کے شروع میں پیدا ہوتا ہے اور مسلمانوں میں رائج شدہ بدعات کی اصلاح کرتا ہے۔

آپ علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک دین ہوگا، اسلام۔ تمام کافر ایمان لے آئیں گے ساری دنیا اہلِ سنت ہوگی۔ امن امان کا یہ عالم ہوگا کہ شیر بکری ایک ساتھ چریں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ بغض[1] و حسد[2] کا نام ونشان نہ رہے گا۔ جس وقت آپ علیہ السلام کا نزول ہوگا فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہوگی۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے امامت کی درخواست کریں گے، آپ انہیں کو آگے بڑھائیں گے اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان وصفت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمّت کی عزّت وکرامت دیکھ کر اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں داخل ہونے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور آپ علیہ السلام کو وہ بقا عطا فرمائی کہ آکر زمانہ میں اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امام ہوکر نزول فرمائیں آپ علیہ السلام نزول کے بعد برسوں دُنیا میں رہیں گے، نکاح کریں گے پھر وفات پا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

سوال آفتاب کے مغرب سے طلوع کرنے اور دروازۂ توبہ کے بند ہونے کی کیفیت بیان فرمائیں۔

جواب روزانہ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کر کے اِذن[3] چاہتا ہے اذن ہوتا تب طلوع کرتا ہے۔ قریب قیامت جب دابۃ الارض نکلے گا حسب معمول آفتاب سجدہ کر کے طلوع ہونے کی اجازت چاہے گا۔ اجازت نہ ملے گی اور حکم ہوگا کہ واپس جا۔ تب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اور نصف آسمان تک آکر لوٹ جائے گا اور جانبِ مغرب غروب کرے گا اس کے بعد بدستور سابق مشرق سے طلوع کیا کرے گا۔ آفتاب کے مغرب سے طلوع کرتے ہی توبہ کا دروازہ بند کردیا جائے گا پھر کسی کا ایمان لانا مقبول نہ ہوگا۔

سوال قیامت کب قائم ہوگی؟

جواب اس کا علم تو خدا کو ہے۔ ہمیں اس قدر معلوم ہے کہ جب یہ سب علامتیں ظاہر ہوچکیں گی اور روئے زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا تب حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم الٰہی صور[4] پھونکیں گے۔ اس کی آواز اوّل اوّل تو بہت نرم ہوگی اور دم بادم[5] بلند ہوتی چلی جائے گی۔ لوگ اس کو سنیں گے اور بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے۔ اور مرجائیں گے۔ زمین وآسمان تمام جہان فنا ہوجائیں گے پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا حضرت اسرافیل علیہ السلام

---

[1] نفرت، دشمنی [2] کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس سے یہ نعمت زائل ہوجائے [3] اجازت [4] نرسنگا، بگل، وہ آواز جو حضرت اسرافیل علیہ السلام حشر کے روز ایک دفعہ مارڈالنے کے لئے اور دوسری مرتبہ جلانے کے لئے نکالیں گے [5] پے درپے

کو زندہ فرمائے گا اور دوبارہ صور پھونکنے کا حکم فرمائے گا۔ صور پھونکتے ہی سب کچھ موجود ہو جائے، مُردے قبروں سے اُٹھیں گے۔ نامہ اعمال ان کے ہاتھوں میں دیکر محشر میں لائے جائیں گے۔ وہاں جزا اور حساب کے لیے منتظر کھڑے ہوں گے۔ آفتاب نہایت تیزی پر اور سروں سے بہت قریب بقدر ایک میل ہوگا۔ شدتِ گرمی سے بھیجے کھولتے ہوں گے، کثرت سے پسینہ آئے گا۔ کسی کے ٹخنے تک، کسی گھٹنے تک، کسی گلے تک، کسی کے منہ تک مثل لگام کے۔ ہر شخص حسبِ حال و اعمال ہوگا۔ پھر پسینہ بھی نہایت بدبودار ہوگا۔ اس حالت میں طویل عرصہ گزرے گا۔ پچاس ہزار سال کا تو وہ دن ہوگا اور اس حالت میں آدھا گزرے گا۔ لوگ سفارشی تلاش کریں گے جو اس مصیبت سے نجات دلائے اور جلد حساب شروع ہو۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس حاضری ہوگی لیکن کار براری[۲] نہ ہوگی۔ آخر میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد لائیں گے اور شفاعت[۳] کی درخواست کریں۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گیا اَنَا لَھَا میں اس کے لیے موجود ہوں۔ یہ فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کریں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوگا،

یَا مُحَمَّدُ ارفَعْ رَاْسَکَ قُلْ تُسمَعْ وَ تُعطَہْ وَاشفَعْ تُشَفَّعْ

'اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے سے سر اُٹھایئے بات کہیے سنی جائے گی، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔'

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک شفاعت تو تمام اہلِ محشر کے لیے ہے جو شدتِ ہول[۴] اور طولِ خوف[۵] سے فریاد کر رہے ہوں گے اور یہ چاہتے ہوں حساب فرما کر ان کیلئے حکم دے دیا جائے۔ اب حساب شروع ہوگا۔ میزانِ[۶] عمل میں اعمال تولے جائیں گے اعمال نامے ہاتھوں میں ہونگیں اپنے ہی ہاتھ، پاؤں، بدن کے اعضاء اپنے خلاف گواہیاں دیں گے، زمین کے جس حصہ پر کوئی عمل کیا تھا وہ بھی گواہی دینے کو تیار ہوگا، عجیب پریشانی کا وقت ہوگا کوئی یار نہ غمگسار۔ نہ بیٹا باپ کے کام آسکے گا نا باپ بیٹے کے۔ اعمال کی پُرسش[۷] ہے۔ زندگی بھر کیا ہوا سب سامنے ہے۔ نہ گناہ سے مکر سکتا ہے نہ کہیں سے نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اس بے کسی کے وقت میں دستگیرِ بیکساں[۸] حضور پُر نور شافعِ یوم النشور محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کام آئیں گے اور اپنے نیاز مندوں[۹] اور اُمید واروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعتیں کئی طرح کی ہونگی بہت لوگ تو آپ کی شفاعت سے بے حساب داخلِ جنت ہو جائیں گے اور بہت لوگ جو دوزخ کے مستحق ہونگے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے دخول[۱۰] سے بچیں گیا ور جو گناہ گار مومن دوزخ میں پہنچ چکے ہونگے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکال لیے جائیں گے۔ اہلِ جنت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے فیض پائیں گے۔ ان کے درجات بلند کئے جائیں گے، باقی اور

---

۱ بدلہ ۲ مطلب پورا نہ ہوگا ۳ سفارش ۴ ڈر، خوف، گھبراہٹ ۵ خوف کی زیادتی ۶ ترازو ۷ پوچھ گچھ ۸ بے یارو مددگار کے مددگار
۹ حاجت والے لے خواہش رکھنے والے ۱۰ داخل ہونا

انبیاء و مرسلین علیہم السلام و صحابہ کرام و شہداء و علماء و اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے متوسلین[1] کی شفاعت فرمائیں گے۔ لوگ علماء کو اپنے تعلقات یاد دلائیں گے۔ اگر کسی نے عالم کو دنیا میں وضو کے لیے پانی لا کر دیا ہوگا وہ بھی یاد دلا کر شفاعت کی درخواست کرے گا وہ اس کی شفاعت کریں گے۔

سوال محشر کے اہوال[2] آفتاب کی نزدیکی سے بھیجے کھولنے، بدبودار پسینوں کی تکالیف اور ان مصیبتوں میں ہزار ہا برس کی مُدت تک مبتلا اور سرگرداں[3] رہنے کا جو بیان فرمایا یہ سب کے لیے ہے؟ یا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے اس سے مستثنیٰ بھی ہیں؟

جواب ان کے اہوال میں سے کچھ بھی انبیاء[4] علیہم السلام و اولیاء و اتقیاء[5] و صلحاء[6] رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نہ پہنچے گا وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان سب آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہوں گے قیامت کا پچاس ہزار برس کا دن جس میں نہ ایک لقمہ کھانے کو میسر ہوگا، نہ ایک قطرہ پینے کو، نہ ایک جھونکا ہوا کا، اوپر سے آفتاب کی گرمی بھون رہی ہوگی، نیچے زمین کی تپش، اندر سے بھوک کی آگ لگی ہوگی، پیاس سے گردنیں ٹوٹ جاتی ہونگی سالہا سال کی مُدت کھڑے کھڑے بدن کیسا دکھا ہوا ہوگا۔ شدتِ خوف دل پھٹ جاتے ہوں گے انتظار میں آنکھ ہوں گی بدن کا پرزہ پرزہ لرزتا کانپتا ہوگا وہ طویل دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس خاص بندوں کے لئے ایک فرض نماز کے وقت سے زِیادہ ہلکا اور آسان ہوگا۔ والحمدُ لِلّٰہ ربِّ العٰلمین

حساب کا بیان

حساب حق ہے۔ بندوں کے اعمال کا احساب ہوگا۔ میزان قائم کی جائے گی عمل تولے جائیں نیک بھی بد بھی، قول بھی فعل بھی، کافروں کے بھی مومنوں کے بھی۔ اور بعضے اللہ کے بندے ایسے بھی ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ہر شخص کو اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا جو فرشتوں نے لکھا تھا نیکوں کے نامہ ہائے اعمال داہنے ہاتھ میں ہوں گے اور بدوں کے بائیں میں۔

---

1 وسیلہ ڈھونڈنے والے، وسیلہ بنانے والے 2 خوف گھبراہٹ 3 حیران و پریشان 4 نبی کی جمع رسول پیغمبر 5 پرہیزگار لوگ 6 صالح کی جمع، نیک، متقی

صراط

جہنم کے اوپر ایک پُل ہے اس کو "صراط" کہتے ہیں۔ وہ بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ سب کو اس پر سے گزرنا ہے جنت کا یہی رستہ ہے۔ اس پُل پر سے گزرنے کی حالت جداگانہ ہوگی، جس درجہ کا شخص ہوگا اس کے لیے ایسی ہی آسانی یا دشواری ہوگی بعضے تو یوں گزر جائیں گے کے بجلی کوندگئی[1] ابھی ادھر تھے ابھی اُدھر پہنچے، بعضے ہوا کی طرح، بعضے تیز گھوڑے کی طرح، بعضے آہستہ آہستہ، بعضے گرتے پڑتے لرزتے لنگڑاتے اور بعضے جہنم میں گر جائیں گے کفار کے لیے بڑی حسرت کا وقت ہوگا جب وہ صراط سے گزر نہ سکیں گے اور جہنم میں گر پڑیں گے اور ایمانداروں کو دیکھیں گے اور ایمانداروں کو دیکھیں گے کہ وہ اسی پُل پر سے بجلی کی طرح گزر گئے یا تیز ہوا کی طرح اُڑ گئے یا سریع السیر[2] گھوڑے کی طرح دوڑ گئے۔

حوضِ کوثر

یہ ایک حوض ہے جس کی تہ مُشک کی ہے یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے دونوں کنارے سونے کے ہیں ان پر موتیوں کے قبے[3] نصب ہیں اس کے برتن (کوزے) آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں[4] مُشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو ایک مرتبہ پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اللہ تعالی نے یہ حوض اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس سے اپنی اُمت کو سیراب فرمائیں گے۔ اللہ تعالی ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ **آمین**

سوال حساب کے بعد آدمی کہاں جائیں گے؟

جواب مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں۔

سوال کیا سب مسلمان جنت میں جائیں گے اور سب کافر دوزخ میں؟ اور یہ دونوں جنت اور دوزخ میں کتنا عرصہ رہیں گے؟

جواب نیک مسلمان اور وہ گناہ گار مسلمان جن کے گناہ اللہ تعالی اپنے کرم اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے بخشش دے وہ سب کے سب جنت میں رہیں گے اور بعض گنہگار مسلمان جو دوزخ میں جائیں گے وہ بھی جتنا عرصہ خدا تعالی چاہے دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہ کر آکر کار نجات پائیں گے اور کافر سب کے سب جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

سوال کیا جنت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں یا پیدا کی جائیں گی؟

جواب جنت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں اور ہزاروں برس سے موجود ہیں۔

---

[1] بجلی کی چمک [2] تیز رفتار [3] گنبد، برج [4] میٹھا

جَنّت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے سوا دو اور عظیم الشاندار[1] پیدا کیے ہیں ایک دار النعیم[2] اس کا نام جنت ہے۔ ایک دار العذاب[3] جس کو دوزخ کہتے ہیں۔ جنت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایماندار بندوں کے لیے انواع واقسام کی ایسی نعمتیں جمع فرمائی ہیں جن تک آدمی کا وہم وخیال نہیں پہنچتا، نہ ایسی نعمتیں کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی دل پر ان کا خطرہ[4] ہوا ان کا وصف پوری طرح بیان میں نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے تو وہیں ان کی قدر معلوم ہوگی۔ جنت کی وسعت[5] کا یہ بیان ہے کہ اس میں سو درجے ہیں ہر درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان۔ اگر تمام جہاں ایک درجہ میں جمع ہو تو ایک درجہ سب کے لیے کفایت کرے۔ دروازے اتنے وسیع کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستر برس کی راہ ہے، جنت میں صاف، شفاف، چمکدار موتی کے بڑے بڑے خیمے نصب ہیں ان میں رنگا رنگ، عجیب وغریب، نفیس فرش ہیں، ان پر یاقوتِ سُرخ کے منبر ہیں۔ شہد وشراب کی نہریں جاری ہیں ان کے کناروں پر مرصع[6] تخت بچھے ہیں۔ پاکیزہ صوت ولباس والے غلمان وخدام کے انبوہ[7] ہیں جو ہر وقت خدمت کے لیے تیار ہیں۔ نیک خو[8] خوبرو[9] حسین وجمیل حوریں جن کے حسن کی چمک دنیا میں ظاہر ہو تو اس کے مقابل آفتاب کا نور پھیکا پڑ جائے۔ ان نازنینوں[10] کے بدن غایت[11] خوبی سے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا وہ یاقوت ومرجان کے بنے ہوئے ہوں۔ جب وہ ناز کے ساتھ خراماں ہوتی ہیں[12] تو ہزارہا نورِ پیکر[13] خدام ان کے آنچل[14] اُٹھائے چلتے ہیں انکے ریشمی لباس کی چمک دمک نگاہوں کو جھپکاتی اور دیکھنے والوں کو متحیر[15] بناتی ہیں۔ مروارید[16] ومرجان کے مرصع تاج ان کے زیبِ سر ہیں۔ ان کا رنگ ڈھنگ ان کے ناز وادا[17] ان کے جوہرات کو شرما دینے والے صاف چمکدار اور عطر بیز[18] بدن اہلِ جنت کے لیے کیسے فرحت انگیز[19] ہیں جن سے پہلے کسی انس وجن نے ان حوروں کو چھوا تک نہیں۔ پھر یہ حُسن کی طرح خطرہ میں نہیں کہ جوانی کا رنگ روپ بڑھاپے میں رخصت ہو جائے وہاں بڑھاپا ہے نہ اور کوئی زوال ونقصان۔ جنت کے چمنستان[20] کے درمیان یاقوت کے قصور وایوان[21] بنائے گئے ہیں ان میں یہ حوریں جلوہ گر[22] ہیں، موتی کی طرح چمکتے خادم ان کے اور جنتیوں کے پاس بہشتی نعمتوں کے جام[23] اور ساغر[24] لیے دورے[25] کر رہے ہیں۔ پروردگار کریم کی طرف سے دم بہ دم انواع واقسام کے تحفے اور ہدیئے پہنچتے ہیں۔

---

۱ مکان ۲ نعمت کی جگہ ۳ عذاب کی جگہ ۴ گمان ۵ کشادگی ۶ نگینے جڑے ہوئے ۷ بھیڑ ۸ نیک سیرت ۹ خوبصورت ۱۰ دل رُبا، خوبصورت
۱۱ انتہا ۱۲ ٹہلتی ہیں ۱۳ نورانی جسم والے ۱۴ دامن کا کنارہ ۱۵ حیران ۱۶ موتی جو سیپ سے نکلتا ہے ۱۷ پیاری من موہنی حرکت وادا ۱۸ خوشبو پھیلانے
والے ۱۹ راحت بخشنے والے ۲۰ باغات ۲۱ محل ومکان ۲۲ خاص بناؤ سنگھار یا سج دھج کے ساتھ سامنے آنا ۲۳ پیمانے ۲۴ پیالہ ۲۵ چکر لگانا

دائمی زندگی، عیش مدام[1] عطا کیا گیا ہر خواہش بیدرنگ[2] پوری ہوتی ہے دل میں جس چیز کا خیال آیا فوراً حاضر۔ کسی قسم کا خوف و غم نہیں۔ ہر ساعت ہر آن نعمتوں میں ہیں۔ جنتی نفیس ولذیز غذائیں، لطیف میوے کھاتے ہیں بہشتی نہروں سے دودھ شراب شہد وغیرہ پیتے ہیں۔ ان نہروں کی زمین چاندنی کی، سنگریزے جوہرات کے، مٹی مشک ناب[3] کی، سبزہ زعفران کا ہے۔ ان نہروں سے نورانی پیالے بھر کر وہ جام پیش کرتے ہیں جن سے آفتاب شرمائے، ایک منادی اہلِ جنت کو ندا کرے گا اے بہشت والو! تمہارے لیے صحت ہے کبھی بیمار نہ ہوگے تمہارے لیے حیات ہے کبھی نہ مروگے، تمہارے لیے جوانی کبھی نہ بوڑھے ہوگے۔ تمہارے لیے نعمتیں ہیں کبھی محتاج نہ ہوگے۔ تمام نعمتوں سے بڑھ کر سب سے پیاری دولت حضرت ربّ العزت جل جلالہ کا دیدار ہے جس سے اہلِ جنت کی آنکھیں بہرہ یاب[4] ہوتی رہیں گی، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی میسر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دوزخ کا بیان

قیامت کی مصیبتیں جھیل کر ابھی لوگ اس کی کرب[5] و دہشت میں ہوں گے کہ اچانک ان کو اندھیریاں گھیر لیں گی اور لپٹ مارنے والی آگ ان پر چھا جائے گی اور اس کے غیظ وغضب کی آوازیں سننے میں آئیں گی، اس وقت بدکاروں کو عذاب کا یقین ہوگا اور لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور فرشتے ندا کریں گے کہاں ہے فلاں فلاں کا بیٹا! جس نے دنیا میں لمبی اُمیدیں باندھ کر اپنی زندگی کو بدکاری میں ضائع کیا۔ اب یہ ملائکہ ان لوگوں کو آہنی گرزوں[6] سے ہنکاتے[7] دوزخ میں لے جائیں گے۔ یہ ایک دار ہے جو ظالموں، سرکشوں کے عذاب کے لیے بنایا گیا ہے اس میں گھپ اندھیری اور تیز آگ ہے۔ کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے اور آگ کی تیزی دم بہ دم زیادتی کرے گی، پینے کو انہیں گرم پانی ملے گا اور اسقدر گرم کے جس سے منہ پھٹ جائے گا اور اوپر کا ہونٹ سکڑ کر آدھے سر تک پہنچے اور نیچے کا پھٹ کر لٹک آئے، ان کی قرارگاہ[8] جحیم[9] ہے، ملائکہ ان کو ماریں گے ان کی آرزو[10] ہوگی کہ وہ کسی طرح ہلاک ہوجائیں اور ان کی رہائی کی کوئی صورت نہ ہوگی، قدم پیشانیوں سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے، گناہوں کی سیاہی سے منہ کالے ہوں گے جہنم کے اطراف وجوانب[11] شور مچاتے اور فریاد کرتے ہونگے کہ اے مالک![12] عذاب کا وعدہ ہم پر پورا ہوچکا ہے۔ اے مالک! لوہے کے بوجھ نے ہمیں چکنا چور کردیا، اے مالک علیہ السلام! ہمارے بدنوں کی کھال جل گئیں، اے مالک علیہ السلام! ہم کو اس دوزخ سے نکال، ہم پھر ایسی نافرمانی نا کریں گے، فرشتے کہیں گے دور ہو! اب امن نہیں اور اس ذلت کے گھر سے رہائی نہ ملے گی اسی میں ذلیل پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ اس وقت ان کی اُمیدیں ٹوٹ جائیں گی

---

1 کبھی نہ ختم ہونے والی آسائش وآرام 2 بلاتاخیر، فوراً 3 خالص مشک 4 فائدہ اُٹھاتی رہیں گی 5 تکلیف، درد 6 لوہے کا ایک ہتھیار جو اوپر سے موٹا اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے 7 بھگاتے چلاتے 8 ٹھہرنے کی جگہ 9 دوزخ کا ایک طبقہ 10 خواہش، تمنا 11 جانب کی جمع اردگرد، آس پاس 12 داروغہ جہنم کا نام

اور دُنیا میں جو کچھ سرکشی وہ کرچکے ہیں اس پر افسوس کریں گے لیکن اس وقت عذر وندامت[1] کچھ کام نہ آئے گا، افسوس کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ وہ ہاتھ پاؤں باندھ کر چہروں کے بل آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے، ان کے اوپر بھی آگ ہوگی اور نیچے بھی آگ۔ داہنے بھی آگ بائیں بھی آگ۔ آگ کے سمندر میں ڈوبے ہوں گے۔ کھانا آگ اور پینا آگ، پہناوا آگ اور بچھونا آگ، اس پر گرزوں کی مار اور بھاری بیڑیوں کا بوجھ۔ آگ انہیں اس طرح کھولائے[2] گی جس طرح ہانڈیاں کھولتی ہیں، وہ شور مچائیں گے ان کے سروں پر سے کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، جس سے ان کے پیٹ کی آنتیں اور بدنوں کی کھالیں پگھل جائیں گی، لوہے کے گرز مارے جائیں گے جس سے پیشانیاں پچ جائیں گی، مونہوں سے پیپ جاری ہوگی، پیاس سے جگر کٹ جائیں گے، آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر رخساروں پر آجائیں گے، رخساروں کے گوشت گر جائیں گے، ہاتھ پاؤں کے بال اور کھال گر جائیں گے اور نہ مریں گے، چہرے جل بھن کر سیاہ کالے کوئلے ہو جائیں گے، آنکھیں اندھی اور زبانیں گونگی ہو جائیں گی پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے گی، ناکیں اور کان کٹ جائیں گے، کھال پارہ پارہ[3] ہو جائے گی ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور پاؤں پیشانی سے، آگ پر منہ کے بل چلائیں جائیں گے اور لوہے کے کانٹوں پر آنکھ کے ڈھیلوں سے راہ چلیں گے، آگ کی لپٹ بدن کے اندر سرایت[4] کر جائے گی، اور دوزخ کے سانپ بچھو بدن پر لپٹے، ڈستے، کاٹتے ہوں گے، یہ مختصر حال ہے جو باجمال[5] ذکر کیا گیا، حدیث شریف میں دوزخ میں ستر ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار اژدھے[6] اور ستر ہزار بچھو ہیں، ہر کافر و منافق کو ان گھاٹیوں میں پہنچنا ضرور ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حُبِّ حُزن سے پناہ مانگو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا " حُبِّ حُزن " کیا چیز ہے؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ ستر ہزار بار پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب و عذاب سے پناہ دے اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو اپنے عفو و کرم سے بخشے۔ آمین

جب تمام جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور دوزخ میں فقط وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے۔ اس وقت جنت اور دوزخ کے درمیان مینڈھے کی شکل میں موت لائی جائے گی اور تمام بہشتیوں اور دوزخیوں کو دکھا کر ذبح کر دی جائے گی اور فرما دیا جائے گا کہ اے اہلِ جنت! تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ جنت اور اس کی نعمتیں اور اے اہلِ دوزخ! تمہارے لیے ہمیشہ عذاب ہے موت ذبح کر دی گئی اب ہمیشہ کی زندگی ہے، ہلاک و فنا نہیں اس وقت اہلِ جنت کی فرح و سرور کی نہایت نہ ہوگی[7] اسی طرح دوزخیوں کے رنج و غم کی۔

---

[1] شرمندگی [2] جوش دینا، اُبالنا [3] ٹکڑے ٹکڑے ہونا [4] اثر کرنا [5] اختصار کے ساتھ [6] بہت بڑے سانپ [7] خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی

ایمان کا بیان

وہ تمام امور جو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ تعالی کی طرف سے لائے اور جن کی نسبت یقینی معلوم ہے کہ یہ دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ہیں ان سب کی تصدیق کرنا اور دل سے ماننا '**ایمان**' ہے جیسے اللہ تعالی کی وحدانیت، تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا خاتم النبین ہونا یعنی یہ اعتقاد کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، اسی طرح حشر نشر[1] جنت دوزخ وغیرہ کا اعتقاد اور زبان سے اقرار بھی ضروری ہے۔ مگر حالت اکراہ[2] میں جبکہ خوفِ جان ہو اس وقت اگر تصدیق میں کچھ خلل نہ آئے تو وہ شخص مومن ہے اگر چہ اس کو بحالت مجبوری زبان سے کلمۂ کفر کہنا پڑا ہو مگر بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں بھی کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے۔ گناہِ کبیرہ کرنے سے آدمی کافر اور ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ شرک وکفر کبھی نہ بخشے جائیں گے اور مشرک وکافر کی ہرگز مغفرت نہ ہوگی، ان کے سوا اللہ تعالی جس گناہ کو چاہے گا اپنے مقربوں کی شفاعت سے یا محض اپنے کرم سے بخشے گا۔ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور خدا یا مستحق عبادت سمجھے۔ اور کفر یہ ہے کہ ضروریاتِ دین یعنی وہ امور جن کا دینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ہونا بہ یقین معلوم ہو ان میں سے کسی کا انکار کرے۔ بعضے افعال بھی تکذیب وانکار کی علامات ہیں ان پر بھی حکم کفر دیا جاتا ہے جیسے زنار[3] پہننا۔ قشقہ[4] لگانا وغیرہ۔ کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور مسلمان کتنا بھی گنہگار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالی)

خلفائے راشدین

انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جنھوں نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بے تامل[5] تصدیق کی اور جو مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا اسم مبارک عبد اللہ ابن ابی قحافہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا رنگ گورا، جسم چھریرا[6]، رخسار دھنستے ہوئے، آنکھوں حلقہ دار، پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والدین، بیٹے اور پوتے سب صحابی رضی اللہ تعالی عنہم ہیں اور یہ فضیلت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں کسی کو حاصل نہیں۔ عام فیل[7] کے دو برس چار ماہ بعد مکہ مکرمہ میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت ہوئی۔ اپنی عمر شریف میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مفارقت[8] کبھی گوارا نہ کی۔

---

[1] مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھایا جانا [2] اگر معاذ اللہ کلمہ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا یعنی اسے مار ڈالنے یا اس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینان ایمانی ہو جو پیشتر تھا [3] ایک مخصوص دھاگہ جسے ہندو گلے اور بغل کے درمیان اور عیسائی، مجوسی، یہودی کمر میں باندھتے ہیں [4] ہندو ماتھے پر جو ٹیکا لگاتے ہیں [5] بغیر غور وفکر [6] دبلا پتلا [7] اس سال کو کہتے ہیں جس میں ابرہہ نے ہاتھوں کا لشکر لے کر کعبہ شریف پر چڑھائی کی تھی یہ یمن کا بادشاہ تھا اسکی تباہی کا بیان سورۃ الفیل میں ذکر کیا گیا ہے [8] جدائی

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بہت فضائل ہیں احادیث میں بہت تعریفیں آئی ہیں۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا لقب صدیق وعتیق[1] ہے حضورصلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے سوا کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے برابر فضل و شرف نہیں پایا۔۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ شب سہ شنبہ[2] مغرب وعشاء کے درمیاں تریسٹھ سال کی عمر میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ہوا۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت ۲ سال ۴ ماہ رہی۔

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا مرتبہ ہے اور وہ باقی سب سے افضل ہیں،آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا نام نامی عمر بن خطاب،لقب فاروق،کنیت ابوحفص ہے۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ نبوت کے چھٹے سال چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام لانے کے دن سے اسلام کا غلبہ شروع ہوا۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ دوسرے خلیفہ ہیں، سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالی عنہ ہی کا لقب امیر المومنین ہوا۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا رنگ سفید سُرخی مائل ، قامت دراز[3]، چشم مبارک سرخ تھیں۔آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد[4] مبارک میں بہت فتوحات ہوئیں۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں،آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے مدینہ طیبہ میں آخر ذی الحجہ ۲۳ھ میں ساڑھے دس سال خلافت کر کے بعمر تریسٹھ سال شہادت پائی۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد خلیفۂ سوئم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کا مرتبہ ہے۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا اسم مبارک عثمان بن عفان ہے۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا رنگ گورا،جلد نازک،چہرہ حسین،سینہ چوڑا اور داڑھی بڑی تھی۔آپ یکم محرم ۲۴ھ کو خلیفہ بنائے گئے۔آپ سخاوحیا[5] میں مشہور ہیں اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں بکثرت حدیثیں مروی[6] ہیں۔حضورصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شہزادیاں حضرت رقیہ وحضرت کلثوم یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے نکاح میں آئیں اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو ذوالنورین[7] کہتے ہیں۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ قریب بارہ سال کے خلافت فرما کر مدینہ طیبہ میں بعمر بیاسی سال 18 ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد سب سے افضل خلیفہء چہارم امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔آپ کا اسم مبارک علی اور کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔نوعمروں میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسلام لانے کے وقت آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر شریف پندرہ یا سولہ سال یا اس سے کچھ کم وزیادہ تھی۔آپ کا رنگ گندمی،آنکھیں بڑی،مبارک غیر طویل،داڑھی چوڑی اور سفید تھی۔آپ،حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے دِن خلیفہ بنائے گئے۔حضورصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شہزادی خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے نکاح میں آئیں۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو چار سال نو مہینے اور چند روز خلافت فرما کر بعمر تریسٹھ سال شہادت پائی۔

---

[1] جہنم سے آزاد [2] منگل [3] لمباقد [4] زمانہ [5] سخاوت اور شرم [6] روایت کی گئی [7] دونور والا

عشرہ مبشرہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس اصحاب وہ ہیں جن کے بہشتی[1] ہونے کی دنیا میں خبر دے دی گئی ان کو '**عشرہ مبشرہ**' کہتے ہیں۔ ان میں چار تو یہی خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جن کا ذکر ابھی گزرا باقی حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین احادیث میں بعض اور صحابہ کرام کو بھی جنت کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنت کی بیبیوں کی سردار ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وارد ہیں کہ وہ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اسی طرح اصحاب بدر اور اصحاب بیعۃ الرضوان کے حق میں بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔

امامت کا بیان

مسلمان کے لیے ایک ایسا امام ضروری ہے جو ان میں شرع کے احکام جاری کرے، حدیں قائم کرے، لشکر ترتیب دے، صدقات وصول کرے، چوروں، لٹیروں، حملہ آوروں کو مغلوب[2] کرے، جمعہ وعیدین قائم کرے، مسلمانوں کے جھگڑے کاٹ، حقوق پر جو گواہیاں قائم ہوں وہ قبول کرے، ان بیکس یتیموں کے نکاح کرے جن کے ولی نہ رہے ہوں اور ان کے سوا وہ کام انجام دے جن کو ہر ایک آدمی انجام نہیں دے سکتا۔ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو چھپا ہوا نہ ہو، ورنہ وہ کام انکام نہ دے سکے گا جن کے لیے امام کی ضرورت ہے، یہ بھی لازم ہے کہ امام قریشی ہو، قرشی کے سوا اور کی امامت جائز نہیں۔ امام کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان، مرد، آزاد ہو، عاقل، بالغ اور اپنی رائے، تدبیر اور شوکت وقوت سے مسلمانوں کے امور میں تصرف[3] کر سکتا ہو یعنی صاحب سیاست ہو اور اپنے علم، عدل اور شجاعت و بہادری سے احکام نافذ کرنے اور دارالاسلام کے حدود[4] کی حفاظت اور ظالم و مظلوم کے انصاف پر قادر ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم متقی و پرہیز گار ہیں ان کا ذکر ادب، محبت اور توقیر کے ساتھ لازم ہے ان میں سے کسی کے ساتھ بدعقیدگی یا کسی کی شان میں بدگوئی کرنا انتہائی درجہ کی بدنصیبی اور گمراہی ہے۔ وہ فرقہ نہایت بدبخت اور بددین ہے جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لعن طعن کو اپنا مذہب بنائے ان کی عداوت[5] کو ثواب کا ذریعہ سمجھے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بڑی شان ہے ان کی ایذا[6] سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا ہوتی ہے کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قطب مرتبہ میں کسی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنتی ہیں۔ روزِ محشر فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

---

[1] جنتی [2] قابو پانا [3] دخل [4] سرحدیں [5] دشمنی [6] تکلیف

اولیاء اللہ

اللہ کے مقبول بندے جو اس کی ذات و صفات کے عارف[1] ہوں، اس کی اطاعت و عبادت کے پابند رہیں، گناہوں سے بچیں، انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنا قربِ خاص عطا فرمائے ان کو **'اولیاء اللہ'** کہتے ہیں۔

ان سے عجیب و غریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً آن کی آن میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا، جمادات[2] و حیوانات سے کلام کرنا، بلائیں دفع کرنا، دور دراز کے حالات ان پر منکشف[3] ہونا۔ اولیاء کی کرامتیں درحقیقت ان انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہیں جن کے وہ اُمتی ہوں۔ اولیاء کی محبت دارین[4] کی سعادت اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجت پوری کرتا ہے۔ ان کی دعاؤں سے خلق[5] فائدہ اُٹھاتی ہے۔ ان کے مزاروں کی زیارت، ان کے عرسوں کی شرکت سے برکات حاصل ہوتی ہیں، ان کے وسیلہ سے دعا کرنا کامیابی ہے۔ کرنے کے بعد مُردوں کو صدقہ، خیرات، تلاوت قرآن شریف، ذکر الٰہی اور دعا سے فائدہ ہوتا ہے، ان سب چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے اسی لیے فاتحہ اور گیارہویں وغیرہ مسلمانوں میں قدیم[6] سے رائج ہے اور صحیح احادیث سے یہ امور ثابت ہیں۔ ان کا منکر گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان کامل پر زندہ رکھے اور اسی پر اُٹھائے اپنے محبوبوں کی محبت عطا فرمائے اور اپنے دشمنوں سے بچائے۔ **آمین**

وَصَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وصحبِہٖ اَجْمعِیْنَ

---

[1] پہچاننے والا [2] پتھر وغیرہ [3] ظاہر [4] دونوں جہاں، دنیا و آخرت [5] مخلوق [6] بہت پہلے سے جاری

نبوت کے جھوٹے دعویدار

اسود عنسی

یہ عنس بن قدنج سے منسوب تھا اس کا نام عیلہ تھا۔ اسے **'ذوالخمار'** بھی کہتے تھے اور ذوالحمار بھی۔ ذوالخمار کہنے کی وجہ تو یہ تھی کہ یہ اپنے منہ پر دوپٹہ ڈالا کرتا تھا جبکہ ذوالحمار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سُوار ہوکر آتا ہے۔ ارباب سیر کے نزدیک یہ کاہن تھا اور اس سے عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوتی تھیں یہ لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے گرویدہ کرلیا کرتا تھا اس کے ساتھ دو ہمزاد شیطان تھے جس طرح کاہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اس کا قصہ یوں ہے کہ فارس کا ایک باشندہ باذان، جسے کسریٰ نے یمن کا حاکم بنایا تھا، نے آخری عمر میں توفیق اسلام پائی اور سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اسے یمن کی حکومت پر برقرار رکھا اس کی وفات کے بعد حکومت یمن کو تقسیم کرکے کچھ اس کے بیٹے شہر بن باذان کو دی اور کچھ ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو مرحمت فرمائی اس علاقے میں اسود عنسی نے خروج کیا اور شہر بن باذان کو قتل کردیا اور مرزبانہ جو کہ شہر کی بیوی تھی اسے کنیز بنالیا فردہ بن مسیک نے کو کہ وہاں کے عامل تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایک خط لکھا کر مطلع کیا حضرت معاذ اور ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہما اتفاق رائے سے حضرموت چلے گئے جب یہ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس جماعت کو لکھا کہ تم اکٹھے ہوکر جس طرح ممکن ہو اسود عنس کے شر فساد کو ختم کرو اس پر تمام فرمانبردارانِ نبوت ایک جگہ جمع ہوئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی اس نے کہلوایا میرے نزدیک یہ شخص مخلوق میں سب سے زیادہ دشمن ہے مسلمانوں نے جوابا پیغام بھیجا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جسطرح بن پڑے اس ملعون کے خاتمہ کی سعی کرو چنانچہ مرزبانہ نے دو اشخاص کو تیار کیا کہ وہ رات کو دیوار میں نقب لگا کر اسود کی خواب گاہ میں داخل ہوکر اسے قتل کردیں ان میں سے ایک کا نام فیروز دیلمی تھا، مرزبانہ کا چچازاد نجاشی کا بھانجا تھا انہوں نے دسویں سال مدینہ منورہ حاضر ہوکر اسلام قبول کیا تھا اور دوسرے شخص کا نام دادویہ تھا، بہرحال جب مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب کثیر مقدار میں پلادی جس سے وہ مدہوش ہوگیا فیروز دیلمی نے اپنی ایک جماعت کے ساتھ نقب لگائی اور اس بدبخت کو قتل کردیا اس کے قتل کرتے وقت گائے کے چلانے کی طرح بڑی شدید آواز آئی اس کے دروازے پر ایک ہزار پہرے دار ہوا کرتے تھے وہ آواز سن کے اس کی طرف لپکے مگر مرزبانہ نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کردیا کہ خاموش رہو تمہارے نبی پر وحی آئی ہے ادھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی وفات ظاہری سے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مردمبارک نے جو کہ اس کے اہلِ بیت سے ہے اس نے اسے قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا **'فاز فیروز'** یعنی فیروز کامیاب ہوا۔ (مدارج النبوۃ مترجم ج دوم ص ۵۵۴ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

مسیلمہ کذاب

یہ خودکو "رحمٰن الیمامہ" کہلواتا تھا پورانام مسیلمہ بن ثمامہ تھا یہ کہتا تھا "جو مجھ پروحی لاتا ہے اس کا نام رحمٰن ہے" یہ اپنے قبیلے بنو حنیف کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوا تھا ایک روایت کے مطابق ایمان لایا تھا بعد میں مرتد ہو گیا تھا اور ایک روایت مطابق اس نے تخلف کیا اور کہا اگر محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے بعد خلیفہ بنادیں تو میں مسلمان ہو جاؤں اور ان کی متابعت کرلوں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اس وقت آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی فرمایا اگر تو مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں بجز اس کے جو مسلمانوں کے بارے میں حکم اِلہ ہے اور ایک روایت کے مطابق اس نے تھوڑی دیر سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے بعد کہا اگر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مجھے اپنی نبوت میں شریک کرلیں یا اپنا جانشین مقرر کردیں تو میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیعت کرنے کو تیار ہوں اس پر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اور اس وقت آپ کے ہاتھ میں کجھور کی شاخ تھی) کہ تم نبوت میں سے اگر یہ لکڑی بھی مجھ سے مانگو تو نہیں مل سکتی بہر حال جب دربار نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ناکام و نامراد واپس ہوا تو اس نے خود ہی اعلان نبوت کر ڈالا اور اہل یمامہ کو بھی گمراہ و مرتد بنانا شروع کر دیا اس نے شراب وزنا کو حلال کر کے نماز کی فرضیت کو ساقط کر دیا مفسدوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی اس کے چند عقائد یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) سمت معین کر کے نماز پڑھنا کفروشرک کی علامت ہے لہذا نماز کے وقت جدھر دل چاہے منہ کرلیا جائے اور نیت کے وقت کہا جائے کہ میں بے سمت نماز ادا کر رہا ہوں۔

(۲) مسلمانوں کے ایک پیغمبر ہیں لیکن ہمارے دو ہیں ایک محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور دوسرا مسیلمہ اور ہر اُمت کے کم از کم دو پیغمبر ہونے چاہئیں۔

(۳) مسیلمہ کے ماننے والے اپنے آپ کو رحمانیہ کہلاتے تھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی کرتے تھے شروع مسیلمہ کے خدا کے (مسیلمہ کا نام رحمان بھی مشہور تھا) کے نام سے جو مہربان ہے۔

(۴) ختنہ کرنا حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس نے ایک کتاب بھی وضع کی تھی جس کے دو حصے تھے پہلے کو "فاروق اول" اور دوسرے کو "فاروق ثانی" کہا جاتا تھا اور اس کی حیثیت کسی طرح قرآن سے کم نہ سمجھتے تھے اسی کو نمازوں میں پڑھا جاتا تھا اس کی تلاوت کو باعث ثواب خیال کرتے اس شیطانی صحیفے کے چند جملے ملاحظہ ہوں،

یا ضفدع بنت ضفدع تقی ما تنقین اعلاک فی الماء

واسفلک فی الطین لا الشارب تمنعین ولا الماء تکدرین

'اے مینڈک کی بچی اسے صاف کر جسے تو صاف کرتی ہے تیرا بالائی حصہ تو پانی میں اور

نچلا حصہ مٹی میں ہے نہ تو پانی پینے والوں کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتی ہے۔'

اس وحی شیطان کا مطلب کیا ہے یہ بیان نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مسیلمیوں کے نزدیک قرآن کریم اور فارق کی تفسیر کرنا حرام تھا اب ذرا فاروق اول کی سورۃ الفیل بھی پڑھیے 'الفیل وما الفیل لہ ذنب دبیل و خر طوم طویل ان ذلک من خلق ربنا الجلیل' یعنی ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے اس کی بھدی دم ہے اور لمبی سونڈ ہے یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے۔اس کی یہ وحی شیطانی سن کر ایک بچی نے کہا یہ وحی ہو ہی نہیں سکتی اس میں کیا بات بتائی گئی ہے جو ہمیں معلوم نہیں ہے سب کو پتہ ہے ہاتھی کی دم بھدی اور سونڈھ طویل ہوتی ہے۔مسیلمہ کذاب اس شیطانی کتاب کے علاوہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شعبدے بازی بھی کرتا تھا جس کو وہ اپنا معجزہ کہتا تھا اور وہ یہ تھا کہ اس نے ایک مرغی کے بالکل تازہ انڈے کو سر کے میں ڈال کر زم کیا اور پھر اس کو ایک چھوٹے منہ والی بوتل میں ڈالا انڈہ ہوا لگنے سے پھر سخت ہو گیا بس مسیلمہ لوگوں کے سامنے وہ بوتل رکھتا اور کہتا کہ کوئی عام آدمی انڈے کو بوتل میں کس طرح ڈال سکتا ہے لوگ اس کو حیرت سے دیکھتے اور اسکے کمال کا اعتراف کرنے لگتے تھے۔اس کے علاوہ جب لوگ اس کے پاس کسی مصیبت کی شکایت لے کر آتے تو یہ اُن کے لیے دعا بھی کرتا مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ برعکس ہوتا تھا چنانچہ لوگ اس کے پاس ایک بچے کو برکت حاصل کرنے کو لائے اس نے اپنا ہاتھ بچے کے سر پر پھیرا وہ گنجا ہو گیا ایک عورت ایک مرتبہ اسکے پاس آئی کہا کہ ہمارے کھیت سوکھے جارہے ہیں کنویں کا پانی کم ہو گیا ہے ہم نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے خشک کنوؤں میں پانی ابلنے لگتا ہے، آپ بھی ہمارے لیے دعا کریں چنانچہ اس کذاب نے اپنے مشیر خاص نہار سے مشورہ کیا اور اپنا تھوک کنویں میں ڈالا جس کی نحوست سے کنویں کا رہا سہا پانی بھی ختم ہو گیا ایک مرتبہ اس کذاب نے سنا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آبِ دہن لگایا تو ان کی آنکھوں کی تکلیف ختم ہو گئی تھی اس نے بھی کئی مریضوں کی آنکھوں میں تھوک لگایا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کی آنکھ میں یہ تھوک لگاتا وہ بدنصیب اندھا ہو جاتا تھا۔ایک معتقد نے آکر بیان کیا کہ میرے بہت سے بچے مر چکے ہیں صرف دو لڑکے باقی ہیں آپ ان کی درازی عمر کی دعا کریں کذاب نے دعا کی اور کہا جاؤ تمہارے چھوٹے بچے کی عمر چالیس سال ہو گی یہ شخص خوشی سے جھومتا ہوا گھر پہنچا ایک اندوہناک خبر اس کی منتظر تھی کہ ابھی اس کا ایک لڑکا کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا ہے اور جس بچے کی عمر چالیس سال بتائی تھی وہ اچانک ہی بیمار ہوا اور چند لمحوں میں چل بسا اور ایک روایت کے مطابق ایک لڑکے کو بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا تھا اور دوسرا کنویں میں گر کر ہلاک ہوا تھا۔

ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس ملعون کے ایسے کرتوتوں کے باوجود اس کی پیروی کرتے تھے اور اس سے بیزار نہ ہوتے تھے چونکہ جاہلوں کی جماعت میں غرض کے بندے شامل تھے لہذا جب سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وصال ظاہری ہوا تو اس کا کاروبار چمک گیا اور ایک لاکھ سے زیادہ جہاں اس کے ارد گرد جمع ہو گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت مقدسہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ ۲۴ ہزار لشکر لیکر اس کے استیصال کو تشریف لے گئے ان کے مقابل ۴۰ ہزار کا لشکر کفار تھا فریقین میں خوب لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور یہ بدبخت کذاب حضرت وحشی رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں واصل با جہنم ہوا اور اس وقت آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: میں زمانہ کفر میں سب سے اچھے آدمی کا قاتل تھا اور زمانہ اسلام میں سب سے بدتر کا قاتل ہوں۔ ملحض از ترجمان اہلسنت بابت ماہ نومبر 1973 ص ۲۹ تا ۳۳ ، مدارج النبوۃ مترجم جلد دوم صفحہ ۵۵۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اوردو بازار لاہور.

مرزا علی محمد باب

اس کا اصل نام علی محمد تھا اور باپ کا نام محمد رضا، جو شیراز کا ایک تاجر تھا، مرزا علی محمد نے بابی فرقہ کی بنیاد رکھی، فارسی و عربی کی ابتدائی کتب پڑھتے ہی اس نے سخت ریاضتیں کر کے زہد میں نام کمایا پھر کربلا میں سید کاظم مجتہد کے حلقہ درس میں شریک رہا۔ سید کاظم کے مرنے کے بعد اس کے بہت سے شاگرد لے کر کوفہ پہنچا اور وہاں اپنی مصنوعی عبادتوں سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا پھر ۱۲۶۰ھ میں اپنے چیلوں سے یہ اظہار کیا کہ جس مہدی موعود کے آثار ذکر کیے گئے ہیں وہ پیش کیے اور کہا یہ تمام آثار احادیث جن میں مہدی موعود کے آثار مجھ میں پوری طرح پائے جاتے ہیں غالباً اس نے نبوت کا دعوی بھی کیا تھا جب اس سے معجزہ طلب کیا گیا تو کہنے لگا میری تحریر و تقریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ میں ایک ہی دن میں ایک ہزار شعر مناجات میں تصنیف کرتا ہوں پھر اسے خود لکھتا بھی ہوں اور اس نے اپنی چند مناجات لوگوں پر پیش کیں جس میں اعراب تک درست نہ تھا جب اس پر اعتراض ہوا تو کہا: علم ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے اب تک غضب الہی کا شکار تھا میری شفاعت کی وجہ سے اس کی خطا معاف ہوئی اور یہ حکم دیا گیا کہ اب نحوی غلطیوں کا مضائقہ نہیں آئندہ کوئی نحوی غلطی کرے تو کچھ حرج نہیں۔ عوام کو مائل کرنے کے لیے ایک حربہ اور ملاحظہ فرمائے: اس نے اعلان کیا کہ میرے وجود سے تمام ادیان متحد ہو جائیں گے کیونکہ میں آئندہ سال مکہ معظمہ سے خروج کروں گا اور جملہ روئے زمین پر قبضہ کروں گا لہذا جب تمام ادیان متحد نہ ہوں نیز تمام دنیا میری مطیع نہ ہو جائے اس وقت تک تمام مردوں پر تکالیف شرعیہ معاف ہیں اب اگر کوئی میرا مرید احکام شرعیہ ادا نہ کرے تو اس پر مواخذہ نہیں ہے اس اعلان سے بھی دنیا پرست عیش کوش لوگ اس کے فریب میں آتے گئے ذرا ان کے مذہب کا حال ملاحظہ ہو (۱) بہن بھائی میں جنسی تعلقات بلا نکاح بھی قائم کرنا روا تھا (۲) ایک عورت نو آدمیوں سے نکاح کر سکتی تھی بالفاظ دیگر نو آدمی ایک عورت سے نکاح

کرنے کے روادار تھے (۳) کسی مذہب کی پابندی نہ تھی اس مادر پدر آزادی کا نتیجہ نہایت بھیانک نکلا اس کے متبعین لوگوں میں اعلانیہ فسق وفجور کا بازار گرم ہوگیا اس نے اپنے مریدوں کو چند احکام بھی دیئے تھے وہ بطور اشعار تھے ملاحظہ ہوں (۱) چونکہ تمام دنیا میرے زیرِ نگیں ہوگی نیز تمام دنیا میں ایک مذہب ہونا ہے لہٰذا میں آئندہ برس مکہ سے خروج کروں گا تا کہ دنیا میرے قبضے میں آجائے اور میرے وجود سے مقصود اغراض پوری ہو جائیں اس کے نتیجے میں یقیناً دشمنان خدا کی جانیں جسم سے جدا ہونگی ہزاروں خون کی ندیاں بہیں گی پس جملہ مریدوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بطور علامت وشگون اپنے خطوط کو سرخ کیا کریں۔ (۲) السلام علیک کے بجائے ''مرحبا بک'' سلام مقرر کیا جاتا ہے (۳) اذان میں میرا نام بھی داخل ہو۔

بابی کا کہنا تھا کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیعت کی اور اب تک یہ دونوں ہستیاں جدا جدا تھیں میں ان دونوں کا جامع ہوا اس لیے میرا نام بھی علی محمد ہے نیز جس طرح کوئی آدمی بغیر باب (دروازے) کے گھر میں داخل نہیں ہوسکتا اسی طرح مجھے دیکھے بغیر اور مجھ سے اجازت لیے بغیر خدا اور دینِ خدا تک نہیں پہنچا جاسکتا اس کے چیلوں نے یہ مذکورہ بکواس سن کر ہی اس کا لقب باب کر دیا۔

باب نے اپنے تصنیف کردہ مجموعے کے ایک حصہ کا نام قرآن دوسرے کا نام مناجات رکھا بابی فرقے کے چند عقائد ملاحظہ ہوں۔

(۱) خدا کہیں غائب نہیں ہے بلکہ وہ ہمارے اندر موجود ہے سو جب ہم اسے اپنے اندر دیکھتے ہیں تو وہی اس سے ملاقات کا دن ہوتا ہے یہ ملاقات قیامت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری زندگی سے متعلق ہے۔

(۲) ہمارا مرتبہ دیکھ کر وہ قرآن مسلمانوں کے قرآن سے کئی حصہ بہتر ہے

(۳) حشر ونشر سے مراد نیکی وبدی کی زندگی ہے اگر کوئی شخص گناہ گار ہے وہ مُردہ ہو جاتا ہے لیکن جوں ہی وہ نیک لوگوں کے پاس آتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے گویا گناہوں کی زندگی چھوڑ کر نیکوں کے پاس آنا ہی حشر ونشر ہے اس کے علاوہ قیامت کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ فتنہ پرور شخص کئی سال تک ایران پر چھایا رہا اس دوران شیعوں سے اسے مناظرے بھی ہوئے آخر کار اسے چہریق کے قلع میں قید کر دیا گیا یہاں تک کہ ۱۲۶۵ھ میں اسے گولی ماردی گئی اور اس کی لاش گلی کوچوں میں گھما کر باہر ڈلوادی گئی۔ (ملخص از مذہب اسلام محمد نجم الغنی خام رامپوری ص ۲۶۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان)

مرزا بہاء اللہ

ایران کے ایک شخص علی محمد باب نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی اس کا دعوی تھا کہ اسے الہام ہوتا ہے اور نئے مذہب کا نام اس نے بابی مذہب رکھا اس کے پیروکاروں میں دو بھائی بھی ایک بہا اللہ اور دوسرا صبح ازل۔ باب جس نے بابی فرقے کی بنیاد رکھی تھی اس نے اپنے بعد مستقبل قریب میں ایک شخص کی آمد کی خبر دی جسے اس نے یظہر اللہ کا نام دیا تھا چنانچہ اس کے بعد ایک شخص مرزا اسد اللہ نے یظہر اللہ ہونا کا دعوی کیا مگر باب کے پیروکار بہا اللہ اور صبح ازل نے اس کی مخالفت کر کے اسے قتل کرا دیا بعد میں بہت بابیوں نے یہ دعوی کیا مگر کسی کو بھی خاص اہمیت حاصل نہ ہوئی بابیوں اور حکومت ایران میں ایک جنگ ہوئی (جسے جنگ قلعہ شیخ طبرسی کے نام سے شہرت حاصل ہوئی) اس جنگ کے بعد بہا اللہ اور صبح ازل بغداد چلے گئے ایک سال گزرنے کے بعد بہا اللہ اکیلا ہی کردستان کے صحرائے سلیمانیہ کے پہاڑ سرگلوں چلا گیا اور اپنی زندگی کے دو سال وہاں نہایت عسرت و تنگ دستی میں گزارے اس عرصے میں وہ اپنے ساتھیوں سے برابر خط و کتابت کرتا رہا بالآخر وہ دوبارہ بغداد لوٹ آیا وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی صبح ازل کی قیادت میں بابی تحریک ختم ہونے لگی ہے یہ دیکھتے ہوئے اس نے بابی تحریک اپنے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کیا اور یظہر اللہ ہونے کا دعوی کر دیا اس طرح بابی کی زمام اپنے ہاتھ میں کر لی اس کے دعوی کرنے کے بعد بابی تحریک میں جان پڑ گئی لہٰذا وہ تحریک جو پہلے بابی تحریک کے نام سے مشہور تھی اب بہائی تحریک سے مشہور ہوئی بہاء اللہ کا بھائی نرم طبیعت کا مالک تھا جبکہ یہ اس کے برعکس تھا اسی لیے تحریک کو اپنے مزاج کے مطابق لانا چاہتا تھا جو ایرانیوں کے لیے نقصان دہ بات تھی چنانچہ حکومت ایران نے ترکی کی حکومت کو لکھا کہ بہاء اللہ کو بغداد سے کسی دوسری جگہ بھیج دیا جائے کیونکہ بغداد ایرانی سرحدوں کے قریب ہے اور بہاء اللہ وہاں ضعیف الاعتقاد اور جاہل لوگوں کو خفیہ طور پر گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے چنانچہ دونوں حکومتوں کے باہمی مشورے سے بہاء اللہ کو اسکے اہل خانہ اور پیروکاروں سمیت بغداد سے قسطنطنیہ منتقل ہوتے وقت اس نے باغ میں بارہ روز قیام کیا اس باغ کو بہائی باغ رضوان کہتے ہیں اور ان دونوں کو ایام عہد رضوان سے موسوم کیا جاتا ہے قسطنطنیہ میں بہاء اللہ کا قیام چار ماہ رہا پھر اس نے ''اورنہ'' کی طرف کوچ کیا ''اورنہ'' کو بہائی ارض السم کہتے ہیں کیونکہ یہاں قیام کے دوران ہی اس نے اپنے مخفی راز جو اب تک دل میں چھپائے تھے آشکار کر دیئے تھے یہاں اس نے اپنے دعوے کی راہ ہموار کر لینے کے بعد بابیوں کو دعوت دی کہ اسے یظہر اللہ تسلیم کریں مگر اس کے بھائی سمیت بعض دوسرے بابیوں نے اس سے بھرپور اختلاف کیا نتیجۃً بابی تحریک دو گروپوں میں تقسیم ہو گئی چونکہ صبح ازل قدامت پسند تھا لہٰذا وہ اور اس کے ماننے والے اسی بابی تحریک پر مصر رہے جبکہ بقیہ بہاء اللہ کے اتباع کی وجہ سے بہائی کہلانے لگے جب ان دونوں گروہوں کا تصادم بڑھ گیا تو ترکی حکومت نے صبح ازل کو قبرص اور اس کے بھائی کو عکہ پہنچا دیا جہاں بہا اللہ اور اس کے متبعین کو عکہ شہر کے قلع میں قید کر دیا گیا بعد میں ان کے قیام کیلئے

کئی مختلف جگہیں بدلی گئیں آخر اسی قید و بند میں بہا اللہ مر گیا۔

اب اس فرقے کے عقائد ملاحظہ فرمایئے (۱) انکے نزدیک بہاء اللہ کی آمد کے بعد انبیاء کا دور ختم ہو چکا ہے اور یہ دور حضرت آدم علیہ السلام سے بہاء اللہ تک ہے اس بہاء اللہ کے بعد پہلے تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب صرف بہائی شریعت پر عمل کر کے ہی نجات مل سکتی ہے (معاذ اللہ) (۲) بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی خدا ہے جس نے انسانیت کا جامہ پہن لیا تھا چنانچہ بہاء اللہ کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں اور سب اس کے سامنے جوابدہ ہیں نیز وہ کہتا کہ وہ زندگی کا میدان ہے وہ اللہ ہے وہ تمام اسماء الٰہی اور صفات کا منبع ہے خود ہی ذاکر اور خود ہی مذکور ہے جو موسیٰ سے کوہِ طور پر ہم کلام ہوا تھا (۳) بہائی سال میں پانچ عیدیں مناتے ہیں (۱) عید رضوان بہاء اللہ کے ظہور (۲) عید باسط باب (۳) میلاد بہاء اللہ (۴) عید میلاد باب (۵) عید نوروز۔ بہائیت کی تعلیمات میں اخفائے راز کو ہمیشہ اہمیت دی گئی ہے ان کے ہاں دولت، سفر، منزل مقصود اور مذہب چھپانے کی تلقین کی جاتی ہے ان کا رئیس اعلیٰ ہمیشہ بہا اللہ کی اولاد سے ہی ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوا ابتدائی تعلیم مولوی گل علی شاہ سے حاصل کی کچھ عرصے اپنے والد کے ساتھ انگریزی کچہریوں کے چکر بھی لگائے آبائی پیشہ زمینداری تھا آباؤ اجداد سکھوں اور انگریزوں کے وفادار ملازم رہتے آئے تھے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا مرزا غلام قادیانی انگریزی اور عربی میں ابجد خواں تھا اس نے قانون کا امتحان دیا مگر فیل ہونے پر تعلیم سے دل اُچاٹ ہو گیا کمزوری دل و دماغ کا مرض پوری عمر جولانی سے رہا تشنج قلب، اسہال، دردسر، مالیخولیا، شوگر وغیرہ امراض موصوف کی زندگی کے ساتھی تھے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو لاہور میں موصوف کا شدتِ اسہال یا ہیضہ سے انتقال ہوا۔ بعد وفات انکے منہ سے پاخانہ نکلتے دیکھا گیا جو حاضرین کی عبرت کا باعث ہوا، مرزا غلام احمد قادیانی کے خلفاء اس صورتِ حال کی تردید کرتے رہے والعلم عند اللہ عز وجل۔

۱۸۸۶ میں مرزا نے اپنی نبوت کی بنیاد رکھنا شروع کی جو کہ گول مول الہام اور کشف وغیرہ پر مبنی تھی جو کہ براہین احمدیہ میں موجود ہے یاد رہے براہین احمدیہ اور تحذیر الناس (مدرسہ دیوبند) بیک وقت لکھی گئیں نیز علی گڑھ کالج کا اجراء، مدرسہ دیوبند کی تاسیس اور براہین احمدیہ کی تصنیف کا زمانہ بھی ایک ہی ہے گویا انگریزوں نے بیک وقت چار فتنے دیوبند، قادیان، علی گڑھ و دہلی سے کھڑے کر دیئے مگر مرزا غلام قادیانی سب پر بازی لے گیا کہ نبوت کا دعویٰ کر کے دجالوں میں اپنا نام لکھوایا اپنی دنیا سنبھالنے کی خاطر کروڑوں مسلمانوں کی عاقبت برباد کی چنانچہ ۱۸۸۶ء کے کشف والہام کے دعویٰ کے بعد ایک نیا مسیح ظلی و بروری نبی کے نام سے تیار کیا چنانچہ ۱۸۹۰ میں یہ کہنا شروع کیا کہ مسیح موعود اور ابن مریم، میں خود ہوں چنانچہ خود لکھتا ہے "مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے

مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح ص ۴۷) اور مسیح موعود کے متعلق لکھتا ہے: میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشن گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۵).

موصوف نے اپنی ظلی و بروزی کی منطق کا ہیر پھیر لفظوں کی چکر بازی میں یوں بھی دکھایا ہے کہ اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتباری نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے، اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد، احمد، مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا (نزول المسیح ص ۲) یہ تو ظل ہونے کے بارے میں ہے۔ بروزی کا فارمولا بھی ملاحظہ فرمایئے لکھتا ہے: مجھے بروزی صورت میں نبی و رسول بنایا ہے اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں بلکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور حامد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی (نعوذ باللہ) (ایک غلطی کا ازالہ)

اسکے بعد مرزا قادیانی نے اور ترقی کی یہاں تک کہ ۱۹۰۱ء میں حقیقی نبوت کا دعویٰ کر دیا چنانچہ لکھتا ہے: ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (یعنی مرزا غلام) کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ، جس نے مجھ کو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (کشتی نوح ص ۵۶) یہ شخص انبیاء کرام کا نہایت گستاخ تھا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے: عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ ظاہر نہ ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار حرام کی اولاد ٹھہرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ ملخص ازبرطانوی مظالم کی کہانی مولفہ عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری علیہ الرحمتہ ص ۶۴۳ تا ۶۵۶)

سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی توہین کرتا ہے یہاں تک انہیں اور انکی ماں صدیقہ بتول کو فحش گالیاں دیتا ہے یہاں تک ۱۴۰۰ انبیاء کو صاف جھوٹا لکھا حتی کہ دربارہ حبیب خود شان اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا۔ (ملفوظات ص ۲۰۸ مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

دعویٰ نبوت کے بعد مرزا کی رگ شیطانی مزید پھڑکی تو اس نے خدائی دعویٰ کر ڈالا چنانچہ لکھتا ہے میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہ (اللہ) ہوں پھر میں نے آسمان و زمین بنائے اور کہا ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے۔ (کملات اسلام ص ۵۶۴، ۵۶۵ بحوالہ برطانوی مظالم کی کہانی ص ۶۵۸)

دیگر جھوٹے نبوت کے دعوے داروں کی طرح مرزا غلام قادیانی نے بھی کچھ پیشن گوئیاں کی تھیں مگر ان کا انجام مسیلمہ کذاب کی طرح ہوا۔

۱۔ اپنے لیے ایک لڑکے کی پیشن گوئی کی تھی جس کی نسبت کہا تھا کہ انبیاء کا چاند ہوگا اور بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے مگر نشان الٰہی کہ چوں دم برادشتم مادہ برآمد بیٹی پیدا ہوئی اس پر کہا کہ وحی سمجھنے میں غلطی ہوئی اب کی جو ہوگا وہ لڑکا انبیاء کا چاند ہوگا، بیٹی بیٹے ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں اب کی ہوا بیٹا مگر چند روز جی کر مر گیا بادشاہ کیا کسی کا محتاج نے بھی اس کے کپڑوں سے برکت نہ لی۔

۲۔ ایک اور پیشن گوئی آسمانی بیوی کی تھی اپنی چچازاد بہن احمدی کو لکھ بھیجا کہ اپنی بیٹی محمدی بیگم میرے نکاح میں دیدے اس نے صاف انکار کیا اس پر طمع دلائی پھر دھمکیاں دیں پھر کہا کہ وحی آگئی کہ زوجنکھا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور یہ کہ اس کا نکاح اگر تو دوسری جگہ کرے گی تو ڈھائی یا تین برس کے اندر اس کا شوہر مر جائے گا مگر اس خدا کی بندی نے ایک نہ سنی، سلطان محمد خان سے نکاح کر دیا وہ آسمانی نکاح دھرا ہی رہا نہ شوہر مرا کتنے بچے اس سے ہو چکے اور یہ چل دیئے۔

(ملخص از فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۳۱ مطبوعہ آرام باغ کراچی)